نظرات

معاہدہ حوالگی

حال ہی میں ہندوستان کے وزیر داخلہ مسٹر چوان انگلستان گئے تھے۔ تاکہ برطانیہ اور ہند کے درمیان دہشت گردوں اور مجرموں کی حوالگی کے معاہدہ پر دستخط کریں۔ اس معاہدہ کے تحت جہاں دونوں ملک مجرموں اور دہشت گردوں کو ایک دوسرے کے حوالے کرنے کے پابند ہوں گے۔ وہاں دہشت گردوں کے فنڈ کو بھی ضبط کرنے کا اختیار ہوگا۔

یہ معاہدہ بہت پہلے ہونا چاہیئے تھا۔ گزشتہ دس برسوں میں دہشت گردی۔ صرف کسی ایک ملک کا مسئلہ نہیں رہا۔ بلکہ ایک بین الاقوامی مسئلہ بن گیا۔ ہاں مغربی ممالک نے اس پر بروقت توجہ کی۔ اور انہوں نے ایسی تدابیر اپنائیں کہ دہشت گردانہ تشدد اور اس تماش کے لوگوں سے بچاؤ ہوسکے۔ نئے قوانین بنائے گئے۔ اور ان میں عبرتناک سزائیں رکھی گئیں۔ ایشیائی ممالک اس معاملہ میں بھی ان سے پیچھے رہے۔ ایشیائی ملکوں میں ہندوستان میں یہ مسئلہ سب سے زیادہ سنگین ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ہم نے انگلستان کے ساتھ حوالگی کا معاہدہ تو کرلیا۔ لیکن ابھی تک اندرون ملک ایک ایسا جامع قانون نہیں بنایا جاسکا۔ جس میں دہشت گردی کے جرم کی تمام شکلوں کے انسداد کا خیال رکھا جاتا۔

دہشت گردی یا مسلح حملوں کی تاریخ کی جڑیں بھی ایشائی دیشوں میں ملتی ہیں۔ شروع شروع میں ایشائی ملکوں میں، غیر ملکی سامراج کے خلاف آزادی کی جدوجہد کا آغاز ہوا تو کچھ حریت پسندوں نے "مسلح شورش" یا مسلح اجتماعی حملوں" کے ذریعہ سامراج حکومت پر ضرب لگانے کا راستہ اپنایا۔ جبکہ کچھ حریت پسندوں نے برامن جدوجہد اور ستیاگرہ کا راستہ اپنایا ہندوستان میں آزادی کی جدوجہد کی یہ دونوں شکلیں موجود رہی ہیں۔ جبکہ افریقہ کے ممالک میں مسلح جدوجہد کا رجحان چھایا رہا۔ جب یہ ایشائی ممالک آزاد ہوگئے تو قدرتی امر تھا کہ اس طرح کے طور طریقوں کو خیر باد کہہ دیا جاتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اب اہل ملک نے

اپنی ہی ملکی حکومتوں کے خلاف ایجی ٹیشن کے ان حربوں کو آزمانا شروع کردیا مثلاً ستیاگرہ کے حربہ کا ہندوستان میں انتہائی غلط استعمال ہوا۔ اسی طرح دھرنے کا حربہ تھا۔ جو کبھی انگریزی سامراج کے خلاف استعمال کیا گیا تھا۔ اب یہ شب و روز اپنی ہی حکومت کے خلاف استعمال ہوتا ہے۔ پہلے غیر ملکی حکومت سے اپنی بات منوانے کے لیے چکہ جام کیا جاتا تھا۔ اب یہ حربہ بھی اپنی ہی حکومت کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ یہی معاملہ تشدد تدابیر کا ہے مسلح شورش بھی اب اپنی ہی حکومت کے خلاف ہو رہی ہے۔ آج صورت حال یہ ہے کہ پنجاب کشمیر، شمالی مشرقی ریاستوں اور آندھرا میں یہ مسلح شورش کسی نہ کسی شکل میں جاری ہے۔ کہیں یہ حزب المجاہدین اور خالصتانیوں کے نام پر ہے تو کہیں الفا اور نکسلیوں کے نام پر۔

ہندوستان کے لئے یہ صورت حال انتہائی تشویشناک اور صبر آزما ہے۔ یہ صورت حال پیدا کیوں ہوئی پھوڑے کو ناسور کیوں بننے دیا گیا۔ اس کا جواب دینا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ دور اندیش حکومتیں، دور اندیشانہ منصوبہ بندی کرتی ہیں۔ ہم نے یہ محسوس کیا کہ مرکزی حکومت کو صرف اقتدار سے دلچسپی ہے۔ اور اس کی خاطر وہ غلط سے غلط بات پر سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار ہوتی ہے یہ ابن الوقتی اور موقعہ پرستی۔ وقتی طور پر تو فائدہ پہونچاتی ہے۔ لیکن بعد میں دکھ دیتی ہے۔ آج ہمارے جتنے بھی قومی مسائل ہیں۔ وہ ہماری اسی روش کی پیداوار ہیں۔ ہم نے کسی بھی محاذ پر طویل المدت منصوبہ بندی نہیں کی۔ اب ہم ایک ایسی صورت حال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ جس سے نکلنے کا راستہ نظر نہیں آتا مختصر یہ کہ حالات کے رحم وکرم پر جی رہے ہیں۔

۱۹۴۷ء کے بعد۔ فرقہ وارانہ تشدد ایک سنگین مسئلہ بن کر ابھرا تھا۔ دیکھتے دیکھتے یہ ہماری ہندوستانی زندگی کا ایک مستقل عنصر بن گیا۔ مدبر سیاستدانوں نے جن میں مولانا ابوالکلام آزاد شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، مولانا حفظ الرحمٰن اور مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی شامل تھے۔ اسی وقت کہا تھا کہ تشدد کے اس رجحان کو روکنے کی ضرورت ہے۔ اسی تشدد نے مہاتما گاندھی کی جان لی، افسوس کہ حکومت پھر بھی نہ جاگی۔ اور اس معاملہ میں قومی پیمانہ پر بیداری کی کوئی تحریک نہ چلائی۔ آر ایس ایس کے کیمپوں میں مسلسل مسلمانوں کے خلاف سازشیں ہوتی رہیں، تشدد کا پرچار جاری رہا۔ اور فرقہ پرست ہندو تنظیمیں مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتی رہیں۔ فرقہ وارانہ